'فطری ہدایت' کا جدید تصور

طارق محمود ہاشمی

غامدی صاحب فطرت کو اولین ماخذ دین سمجھتے ہیں۔ اس موقف کے حق میں دلائل بیان کرتے ہوئے عمار خان ناصر صاحب لکھتے ہیں:

"قرآن مجید نے آدم و حوا علیہما السلام اور آدم کے دو بیٹوں کے واقعات میں اسی حقیقت کی تصویر کشی کی ہے ---۔ آدم کے ایک بیٹے نے دوسرے کو قتل کر دیا تو اس کے بعد فطرت ہی کی راہ نمائی سے اس کی توجہ اس طرف گئی کہ اب لاش کو کہیں ٹھکانے لگانا چاہیے، تاہم اس کا طریقہ اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیج کر اس کی راہ نمائی کی کہ وہ زمین کھود کر لاش کو اس میں دفن کر دے"۔

عرض ہے کہ فطری ہدایت کے حق میں جاوید غامدی صاحب اور عمار صاحب کا مقدمہ اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ آیت یہ ہے:

فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ قَالَ يَاوَيْلَتَا أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ (سورۃ المائدۃ: ۳۱)

ترجمہ: پھر اللہ نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کو کرید رہا تھا تاکہ اسے دکھائے کہ اپنے بھائی کی میت کو کیسے چھپائے۔ بولا: اے میری بدبختی! مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ میں اس کوّے جیسا ہی ہوتا، اور اپنے بھائی کی میت کو چھپا سکتا! پس وہ لگا پچھتانے!

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ قابیل کو یہ نہیں معلوم تھا کہ میت کی تدفین ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا بھیجا جس نے اپنے عمل سے قابیل کو یہ بات بتائی۔ یعنی یہ ہدایت قابیل کی فطرت میں موجود نہیں تھی، ورنہ وہ خود ہی تدفین کر دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خارجی ہدایت کا انتظام کیا۔ یہ فطری ہدایت کی عدم موجودگی کی دلیل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تدفین کرنے کے عمل کی ہدایت کوّے سے آئی، نہ کہ انسانی فطرت سے۔ جب ہم "فطرت بطور مأخذ ہدایت" کا تصور پیش کرتے ہیں تو یہاں کس کی فطرت مراد ہوتی ہے؟ انسان کی یا کوّے کی؟ ظاہر ہے کہ اس واقعے کو پیش کرنے سے فاضل محقق کی رائے یہ لگتی ہے کہ "کوّے کی فطرت بھی مأخذ ہدایت ہے"۔ یہ بداہتاً غلط ہے۔ کیونکہ کوّے وہ جانور ہیں جو ڈائنوسار کی طرح ناپید نہیں ہوئے، بلکہ لاکھوں کی تعداد میں آج بھی موجود ہیں۔ اور ان کے رویوں کے بارے میں ہمیں مستند معلومات ہیں۔ عمار صاحب جانتے ہیں کہ کوّے اپنے مردہ ہم جنسوں کو دفناتے نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایک خصوصی الوہی انتظام تھا، جس میں ایک خارجی ذریعے سے انسانی فطرت کی بے مائیگی کا ازالہ کیا گیا۔ چنانچہ یہ واقعہ فطرت کے مأخذ ہدایت ہونے کے

حق میں نہیں، بلکہ فطرت کی بے مائیگی کے حق میں نص ہے۔ قابیل کا اظہارِ ندامت اس پر صراحت کر رہا ہے کہ اس نے کہا کہ میری بد بختی یہ ہے کہ میں کوّے جیسا بھی نہیں ہوں۔ یعنی مجھے یہ بات بھی معلوم نہ تھی کہ مردوں کو دفنایا جانا چاہیے۔ اگر اس کی فطرت میں یہ بات پہلے سے موجود ہوتی تو ہرگز ندامت کا اظہار نہ کرتا، بلکہ کہتا کہ یہ کوّے کا کیا کمال ہے، میں تو الحمد للہ اپنی فطرت ہی میں پہلے سے اس ہدایت سے آشنا تھا!! یہ جدید علم الکلام کی دلچسپ جہت ہے، کہ اس میں آیات سے وہ مطلب نکالا جاتا ہے جو اس کے معنی سے عین متضاد ہوتا ہے۔ تاہم امید ہے کہ عمار ناصر صاحب یا ہماری بات کی غلطی واضح فرمائیں گے یا اپنی تحریر کی اصلاح کر لیں گے۔

***